www.KitaboSunnat.com

اس ساری بحث سے مقصود یہ ہے کہ تعلیمی اصلاحات میں اولین چیز مقصد اور پھر دوسرے نمبر پر اصلاح ہے۔ باقی چیزوں کا درجہ اس کے بعد کیونکہ جب تک مقصد درست نہ ہوگا کسی چیز کی اصلاح نہ ہوگی۔

خشت اول چوں نہد معمار کج

تا ثریا مے رود دیوار کج

لہٰذا ہم دینی مدارس میں اس نصب العین کی بقاء کو اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی رحمت سمجھتے ہیں ہے لیکن ساتھ ہی یہ عرض کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ ہمارے اکثر دینی مدارس نادانستہ طور پر اسے چھوڑتے چلے جا رہے ہیں یا دوسری چیزوں کی اس میں ملاوٹ کر رہے ہیں الا ماشاء اللہ۔ مثلاً آج کل دینی مدارس کے متعلقین میں اس بات کا بڑا احساس اور واویلا ہے کہ دینی علم کو دنیا بنانے کا ذریعہ کیسے بنایا جائے؟ حالانکہ جس دن یہ چیز دینی مدارس میں جاگزیں ہوگئی اسی دن صحیح نصب العین کے بقاء کی نعمت ان سے چھن جائے گی اور ان مدارس کی رہی سہی اہمیت بھی جاتی رہیگی واضح رہے ہم اس بات کے حق میں نہیں کہ علماء اسلامی معاشرہ کے فقدان اور اسلامی حکومتوں کی سرپرستی سے محرومی کے بعد اپنے رزق کے سلسلہ میں بے فکر ہو جائیں یا دوسروں کے دست نگر بن جائیں کیونکہ ان چیزوں کے مفاسد شدید تر ہیں لیکن یہ بھی انصاف نہیں ہے کہ خود اسلام کے داعی اور انسانیت کے بہی خواہ دوسروں کی اصلاح کرنے کی بجائے اپنی ہی مالی مجبوریوں میں اعلیٰ نصب العین سے ہٹ جائیں۔ اگر یہ قائم نہ رہیں گے تو پھر کیا عوام اسے قائم رکھیں گے؟ لہٰذا ضروری ہے کہ اس شرف کی حفاظت کرتے ہوئے اس سلسلہ میں ایسے ذرائع سوچے جائیں جس سے دین کے راہنما نصب العین کی بقاء کے ساتھ اپنی مالی احتیاج کا علاج کر سکیں۔ ہم ان شاء اللہ کسی صحبت میں اس سلسلہ میں بھی چند تجاویز عرض کریں گے۔

دوسری چیز جو دینی مدارس کے لیے قابلِ غور ہے وہ یہ ہے کہ ہمارا نصب العین شریعتِ الٰہیہ کی روشنی میں انسانی زندگی کے پیچیدہ راستوں سے واقفیت اور ان سے خلاصی نیز دوسروں کو ان سے خبردار کرنا اور ان سے چھٹکارا دلانا ہے لیکن آج کل اکثر دینی مدارس اس بنیادی مقصد سے ہٹ کر ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی فکر میں ہیں اور مختلف گروہ بندیوں اور جکڑ بندیوں کی بنا پر جزوی سے جزوی بات کو باعثِ نزاع بنا کر اپنی جملہ مساعی کو اسی پر وقف کیے ہوئے ہیں حالانکہ فکری اختلافات کو حل کرنے کے لیے جزوی مسائل کو مناظرہ و مباحثہ کا رنگ دینے کے بجائے اگر علمی وسعت اور وسعتِ ظرفی سے کام لیا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے تو نہ صرف ان مسائل سے صحیح واقفیت حاصل ہو جائے گی۔ بلکہ اس اختلاف کی حقیقت بھی کھل کر سامنے آجائے گی جس سے اگر یہ اختلاف باقی بھی نہ رہا تو چنداں مضر نہ ہوگا بلکہ علم و فکر جان ہوگا۔ لہٰذا دینی مدارس میں اعتقادی یا عملی مسائل کے اختلافات میں ترجیح کا طریقہ یہ نہیں ہونا چاہیئے کہ یہ فلاں گروہ کا مذہب ہے اور یہ فلاں کا یا یہ ہماری دلیل ہے اور وہی راجح ہے۔ (اس سلسلہ میں عام طور پر دوسرے کے دلائل کا واضح ذکر نہیں کیا جاتا) بلکہ اس کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ طلبہ کے لیے ہر نقطہ نظر کے تفصیلی دلائل رکھ دیے جائیں اور ان کا بے لاگ مقارنہ کر کے اپنی طرف سے ترجیحی رائے ظاہر تو کر دی جائے لیکن طلبہ کو اس پر مجبور نہ کیا جائے۔ علاوہ ازیں مدارس میں مباحث صرف مشہور جزوی مسئلوں تک محدود نہیں رہنی چاہییں۔ بلکہ الاہم فالاہم کے اصول کے تحت اصولی اور بنیادی مسائل خصوصاً جن کا عملی زندگی سے گہرا تعلق ہے ضرور زیرِ بحث آنے چاہییں۔ اس سلسلہ میں جن علوم و مسائل کی دینی مدارس میں کمی محسوس ہوتی ہے ان کا ذکر آئندہ آئے گا۔ ان شاء اللہ

یہاں میرا مقصود فقط نصب العین کی سلامتی کی نسبت سے ان باتوں کا ذکر ہے جو نصب العین سے ہٹا رہی ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کے ذہنوں میں تو رضاء الٰہی ہی مقصود ہو لیکن نادانستگی یا

عبد الرحمٰن عاجز

ارزاں بشر کا خون ہے گراں ہے اناج آج

پہلو میں دردِ قلب میں ہے اختلاج آج
کرنا ہے اے نگاہِ کرم کر علاج آج

شاید نہ اس کے بعد کوئی ہاتھ اٹھ سکے
رکھ لے کسی کے دستِ دعا کی تو لاج آج

اک حسن منتظر ہے کہ کل کل پہ ہے بضد
اک عشق منتظر ہے کہ کہتا ہے آج آج

فصلِ خزاں میں جس غمِ دل سے بہار تھی
باقی نہیں ہے اس غمِ دل کا رواج آج

بازارِ زندگی کے کُل آئینے بدل گئے
ارزاں بشر کا خون ہے گراں ہے اناج آج

اغوا و قتل و سود و زنا و شراب و رقص
زر روں پہ چل رہا ہے یہی کام کاج آج

دنیا میں آج غیرتِ مسلم کو کیا ہوا
من مانی کر رہا ہے یہاں سامراج آج

تو کل مرے گناہ و خطا کا نہ کر شمار
اس کے سوا نہیں ہے کوئی احتیاج آج

عاجزؔ پہنچ کے نقشِ کفِ پائے یار پہ ا
گردوں نشیں ہے خاک نشیں کا مزاج آج

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رابطہ عالم اسلام کے سلسلہ میں

جناب سفیر اختر راہی (ایم اے)

ڈاکٹر عبدالوہاب عزام بے

کلامِ اقبال کا عربی ترجمان

ڈاکٹر اقبال مرحوم نے حسرت آمیز انداز میں کہا تھا ؎

عرب ز نغمۂ شوقم ہنوز بے خبر است

ڈاکٹر عبدالوہاب عزام بے ان گنے چنے لوگوں میں سے تھے جنہوں نے عالمِ عرب کو اقبال کے نغمۂ شوق سے باخبر کرنے کے لیے دن رات ایک کر رکھا تھا۔ ان ہی دردمند اور باہمت افراد کی کوششیں ہیں کہ آج عالم عرب کی علمی مجالس کلامِ اقبال سے گونجتی ہیں۔ اہلِ نظر اقبال کے نغمۂ شوق سے فیض پاتے ہیں اور عوام مسلمانوں کی نشاۃِ ثانیہ کے مبلّغ کے مجاہدانہ افکار سے ولولۂ تازہ حاصل کرتے ہیں۔

ڈاکٹر عبدالوہاب عزام بے مصر کے علمی خانوادہ عزام میں پیدا ہوئے۔ ان کے آباء و اجداد حجاز سے ترکِ سکونت کر کے مصر میں آباد ہوئے تھے۔ دینداری، حق گوئی و بے باکی، قومی حمیت اور عربی نخوت میں خانوادۂ عزام اپنی مثال آپ تھا اور آج بھی اپنی روایات قائم رکھے ہوئے ہے۔ ان کے چچا عبدالرحمٰن عزام عالمِ عرب کی مشہور و معروف شخصیت ہیں۔ عبدالرحمٰن صاحبِ سیف و قلم ہیں۔ انہوں نے طرابلس میں سنوسیوں کے شانہ بشانہ برسوں میدانِ کارزار میں تلوار کے جوہر دکھائے اور جب پچیس تیس برس قبل مصر میں "مصری قومیت" اور "فرعونی تہذیب" پر فخر کیا جانے لگا، محمد حسین ہیکل اور طٰہٰ حسین جیسے ادیب فرعونی قومیت کے علمبردار تھے تو عبدالرحمٰن عزام اس یلغار کے خلاف قلم بکف میدان میں آ گئے۔ انہوں نے اسلامی تہذیب اور اسلام کے تصورِ قومیت کو اجاگر کیا۔ مختصر یہ کہ عبدالرحمٰن عزام قلمکاری ہو یا ڈپلومیسی اور چاہے میدانِ جہد و غاہی کیوں نہ ہو ہر جگہ اپنے خاندان کی روایات کے امین تھے۔

عبدالوہاب عزام بے نے مصر کی دینی روایات کے مطابق پہلے قرآنِ مجید حفظ کیا۔ جامعہ ازہر میں داخلہ کی بنیادی شرط یہ ہے کہ طالبِ علم قرآنِ مجید کا حافظ ہو۔ بعد ازاں جامعہ ازہر میں داخلہ لیا اور چند سالوں کی ابتدائی تعلیم کے بعد "کلیۃ القضاء الشرعی" میں تعلیم پانے لگے۔ یہ اپنے وقت کی قابلِ فخر درس گاہ تھی جہاں مصر کے عہدۂ قضا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و عدالت کی اصلاح کے لیے روشن ضمیر قاضی تیار کیے جاتے تھے۔ یہاں قدیم و جدید کا حسین امتزاج تھا۔ اور قاضی کی نگاہ میں اسلامی نظامِ عدالت کی نکھری ہوئی صورت موجود ہوتی تھی تکمیلِ تعلیم کے بعد اسی درسگاہ میں فرائضِ تدریس انجام دینے لگے۔

امیر فواد نے (جو اس وقت ولی عہد تھے) جامعۃ الفواد الاوّل کے نام سے ایک یونیورسٹی قائم کی۔ عزام بے نے یہاں سے بی۔ اے کیا اور لندن کے مصری سفارت خانے میں ملازم ہوگئے۔ فرائضِ منصبی کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ لندن یونیورسٹی میں ایم۔ اے فارسی کی جماعت میں داخلہ لے لیا اور امتیاز کے ساتھ کامیاب ہوئے۔ عالمِ عرب میں فارسی زبان جاننے والے بہت کم ہیں۔ عبدالوہاب عزام کا یہ خاص امتیاز تھا کہ انگریزی، ترکی اور عربی کے ساتھ فارسی زبان میں عالمانہ دستگاہ انہیں حاصل تھی۔ واپس مصر آکر جامعۂ فواد سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی اور یونیورسٹی میں پروفیسر کے عہدۂ جلیلہ پر متمکن ہوئے۔ ترقی کرتے کرتے کلیۃ الادب (آرٹس کالج) کے پرنسپل مقرر ہوئے جو جامعہ کا سب سے بڑا کالج تھا۔ کچھ دن وائس چانسلر کی نیابت بھی کی۔ گویا حصولِ تعلیم کے بعد عمر کا زیادہ تر حصہ تعلیم و تدریس میں گزرا۔

۱۹۵۰ء یا ۱۹۵۱ء میں انہیں دوبارہ سفارتی ذمہ داریوں کے لیے چنا گیا۔ پہلے سعودی عرب اور بعد ازاں پاکستان میں اپنی مملکت کے سفیر مقرر ہوئے۔

علامہ اقبال کے کلام سے دلچسپی:

لندن یونیورسٹی میں انہوں نے ایک صوفی شاعر کی حیثیت سے اقبال کا نام سنا مگر ان دنوں ان کی انگریزی اتنی کمزور تھی کہ اپنے ہم جماعتوں کی گفتگو سے اقبال کی صحیح معرفت حاصل نہ کر سکے۔ قاہرہ میں محمد عاکف بے ـــــ ترکی کے شاعر اسلام ـــــ مقیم تھے اور عزام بے سے ان کے دوستانہ مراسم تھے۔ عاکف کو افغانستان سے ترکی کے سفیر نے "پیامِ مشرق" کا ایک نسخہ بھیجا تھا۔ عاکف نے بہت سے شعروں کے سامنے اپنے ذوقِ نظر کے مطابق "نفیس" اور "انفس" کے الفاظ لکھے ہوئے تھے۔ یہ نسخہ عزام بے کی نظروں سے گزرا۔ بعد میں مثنوی اسرار و رموز دستیاب ہوئی۔ دونوں دوستوں نے اجتماعی مطالعہ کیا۔ عزام بے شاعرِ انسانیت اقبال سے بہت متاثر ہوئے اور اقبال پر لکھنا شروع کیا۔

برصغیر ہند و پاک کا سفر:

۱۹۴۷ء میں ایشیائی کانفرنس میں شرکت کے لیے ہندوستان آئے۔ تقسیم ملک کی وجہ سے حالات

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہایت خراب تھے تاہم ڈاکٹر عزام گیارہ گھنٹے کا سفر کر کے شہر اقبال میں وارد ہوئے، اقبال کے آثار دیکھے اور قبر پہ حاضری دی پھر اقبال کو ان الفاظ میں منظوم خراجِ عقیدت پیش کیا:

"عربی یهدی لروضك زهرا"

جس کا مطلب یہ ہے کہ ایک عرب آپ کے روضے کے لیے چند پھول پیش کرتا ہے اور چونکہ یہ گلہائے عقیدت قرآن کی زبان میں ہیں اس لیے یہی حقیقی "ارمغانِ حجاز" ہیں۔ انہیں قبول فرمایئے۔

کلامِ اقبال کے تراجم:

پاکستان میں بطورِ سفیر مقرر ہو کر آئے تو کلامِ اقبال کے ترجمے کا موقع ملا۔ "پیامِ مشرق" کا ترجمہ "رسالۃ الشرق" ۱۹۵۱ء میں شائع ہوا۔ پھر "ضربِ کلیم" کا ترجمہ ۱۹۵۳ء میں منصہ شہود پر آیا۔ اگلے سال ۱۹۵۴ء میں ایک بہترین تعلیق "اقبال ـــــ ان کی شاعری، زندگی اور فلسفہ" کے نام سے ترتیب دی۔ مثنوی اسرار و رموز کا ترجمہ ان کی وفات سے کچھ عرصہ پہلے اشاعت پذیر ہوا۔

ڈاکٹر عزام بے عالمِ عرب میں اقبال کے واحد ترجمان تو نہ تھے، البتہ پہلے ترجمان ضرور تھے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ انہوں نے عمرِ عزیز کے آخری دس سال افکارِ اقبال کی اشاعت میں گزارے۔ انہوں نے محبوب بیٹی "ہالہ" کو خطوط لکھے جن کا ایک حصہ چھپ چکا ہے۔ انہوں نے "ہالہ" کو ایسی خاتون بننے کی تلقین کی ہے جو اقبال کے مثالی وجود "مادراں را اسوۂ کامل بتول" کے نقشِ قدم پہ چلے۔

ڈاکٹر اقبال کے کلام کو عربی زبان میں منتقل کرنے والوں میں عمر بہاء الامیری (شام) امیرہ نورالدین (عراق) صادی شعلان (مصر) اور ابن مصری (یمن) بھی شامل ہیں۔

بغداد کی نوجوان شاعرہ امیرہ نورالدین نے زیادہ تر اقبال کی اردو نظموں کے ترجمے کیے ہیں اور اردو زبان کی جملہ باریکیوں کو ترجمے میں قائم رکھا ہے۔ امیرہ نورالدین فارسی زبان پر کامل عبور رکھتی ہے اور اردو سے بھی شناسا ہے۔ عزام بے فارسی سے آگاہ تھے اور انہوں نے شاہنامہ فردوسی کی تصحیح و تکمیل بھی کی تھی مگر فارسی ان کی مادری زبان نہ تھی بلکہ علمی اور اکتسابی زبان تھی۔ امیرہ کے لیے فارسی بمنزلہ مادری زبان کے تھی۔ اسی لیے ڈاکٹر عزام کو احساس تھا کہ امیرہ نورالدین نے بعض قطعات اور اشعار کا ترجمہ اس احسن انداز سے کیا ہے کہ شاید وہ نہ کر سکیں چنانچہ مثنوی اسرار و رموز میں انہوں نے "سرِ شہادت" اور "تذکرۂ بتول" کے اشعار اسی لیے ہی چھوڑ دیے تھے۔ ڈاکٹر عزام کے تراجم میں "مسجد قرطبہ" شاہکار ہے۔ انہوں نے ترجمے میں اصل

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ